بجھ گئے جرأت وایثار کے بے لوث چراغ

تحریر:- ماسٹر محمد یحییٰ۔بورے والا

دنیا خوشی و غمی کا مرقع ہے اس میں ہشاش بشاش چہرے، پرنم آنکھیں اور رخساروں پر ٹپکتے آنسو بھی دکھائی دیتے ہیں۔ اس میں کسی کو قرار نہیں۔ چل چلاؤ اس کی روایت ہے۔ شاہراہ زندگی سے گزر کر موت کے پل کو عبور کرنا اور دارِ عقبیٰ میں قدم رکھنا ہر ذی روح کے لئے اللہ تعالیٰ کا مقرر کردہ قانون ہے جس کے تحت ہزاروں اس بے قرار دنیا میں آنکھ کھولتے اور سینکڑوں اس داعی اجل کو لبیک کہہ جاتے ہیں۔

ماضی کے دریچوں میں جھانکیں کتنے ہی محدث وفقیہ، مفسر و شیوخ، عالم وعابد، بادشاہ و وزیر، مسکین وفقیر اور کل کے گلاب چہرے ایک ہی پیراہن میں، ایک ہی چھت تلے، اسی خاک میں جس سے پیدا کئے گئے تھے اپنے خالق حقیقی کے فیصلے کے منتظر ہیں۔

قانون قدرت اور دستور کائنات ہے اور اسی قانون کے مطابق نظام کائنات چل رہا ہے۔ ہر شخص امتداد زمانہ کے ساتھ بھلا دیا جاتا ہے مگر کچھ لوگ اپنے علم وفضل، تقویٰ و ورع، سادگی واخلاص، خلوص وللٰہیت، وعظ وتبلیغ، دعوت وارشاد، سنت کے احیاء اور احکام قرآن کے نفاذ میں کی گئی کوششوں کی وجہ سے دلوں کے حکمران اور آنکھوں کا نور بن جاتے ہیں۔ جب وہ اس دار فانی کو خیرباد کہہ کر دارالخلا کی طرف قدم اٹھاتے ہیں تو جسم بے روح، دل غمزدہ ونڈھال اور آنکھوں کے سامنے سیاہ پردہ، ریشمی لباس میں ان کے وجود کو ڈھانپے ہوئے آتا ہے اور اس حقیقت کو آشکار کرتا ہے کہ اپنے پیچھے انمٹ نقوش چھوڑنے والوں کے نقوش کو مٹانا انسانی دائرہ اختیار میں نہیں کیونکہ وہ اپنے حسن اخلاق اور سیرت و کردار کی وجہ سے جو حسین یادیں چھوڑ گئے ہیں ان کو صدیوں نہ ذہن سے اتارا جاسکتا ہے اور نہ ہی عرصہ دراز گزرنے کے باوجود محو ہوسکتیں ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں شاعر نے کہا ہے۔

موت اس کی ہے کرے جس کا زمانہ افسوس
ورنہ دنیا میں سبھی آئے ہیں مرنے کے لئے

انہی یگانہ روز شخصیات میں سے مناظر السلام حضرت حافظ عبدالقادر روپڑی رحمۃ اللہ تھے جو جماعت کے لئے ہیرا تھے مگر نہ رہے۔ ان کے جانے سے جماعت میں ایسا خلاء پیدا ہوگیا ہے جو پر ہوتا نظر نہیں آتا اور راقم اس شعر سے موت سے شکوہ کرتا ہے۔

اے اجل تجھ سے بھی یہ نادانی ہوئی
پھول وہ توڑا چمن میں جس سے ویرانی ہوئی

راقم الحروف کو حضرت حافظ رحمۃ اللہ سے انتہا درجے کی محبت وعقیدت اور آپ کو میرے ساتھ ایک مخلص ساتھی جیسا پیار تھا۔ زندگی کا اکثر وبیشتر حصہ دعوت وارشاد اور مناظروں میں آپ کے ساتھ گزارا۔ سینکڑوں واقعات اور بیسیوں مناظروں کی روئداد دماغ میں بے قرار روح کی طرح گردش کررہی ہے مگر آپ کے داغ مفارقت سے ہاتھ قلم کو تھامنے سے قاصر اور دماغ ان تمام واقعات کو یکجا کرنے کی صلاحیت سے محروم ہے۔ لیکن اگر ان ہم سفری کے واقعات اور مناظروں کی روئداد کو مرتب کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب منظر عام پر آسکتی ہے مگر اب بوجہ غم جدائی شاعر کا یہ شعر تحریر کرتے مختصراً حوالہ تحریر کرتا ہوں۔

پی گئی کتنوں کا لہو تیری یاد
غم تیرا کتنے کلیجے کھا گیا

حضرت حافظؒ کی دوراندیشی

1962-63ء کا دور تھا راقم گورنمنٹ ٹیکنیکل کالج ہائی سکول بہاولپور میں زیر تعلیم تھا اور پروفیسر حافظ محمد عبداللہ بہاولپوریؒ کا شاگرد بھی۔ پروفیسر صاحب نے عیدگاہ میں تین روزہ اہل حدیث کانفرنس کا اہتمام کیا اور سٹیج سیکٹری کے فرائض مولانا

عبدالرشید صدیقیؒ ادا کر رہے تھے۔ تیسرے روز سپیکر چلانے کی منظوری رات 12 بجے تک تھی۔ جب بارہ بجے تو اس وقت ابھی شاہ سوار خطابت خطیب پاکستان مولانا محمد حسین شیخوپوری اور روپڑ خاندان کے چشم چراغ اور سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑی کے خطابات کی ساعت کے لئے عوام بے تاب بیٹھی تھی۔ تو راقم پروفیسر صاحب کے پاس گیا۔ عرض کی ابھی جید علماء کرام کے خطابات باقی ہیں مگر منظوری کا وقت ختم ہو چکا ہے۔ پروفیسر صاحب فرمانے لگے چوہدری نذیر صاحب کے پاس جاؤ (جو ڈپٹی بہاولپور کے رپورٹر ہیں) تاکہ وہ رپورٹروں سے کہہ دیں۔ راقم پروفیسر صاحب کی تعمیل ارشاد میں چوہدری نذیر صاحب کے پاس گیا انہوں نے کہا جلسہ جاری رکھوان سے بات کی ضرورت نہیں۔ اس وقت صدیقی صاحب آرام کے لئے جا چکے تھے۔ چنانچہ بھائی عبدالرحیم خلیل نے شیخ القرآن کی تقریر کا اعلان کیا۔ آپ عالم شباب میں تھے اس وقت تین چار گھنٹے تقریر کرنا آپ کے لئے معمولی بات تھی۔ آپ نے اپنے مسحور کن انداز میں خطاب شروع کیا اور سحری کی آذان پر جو عالم مدہوشی میں پڑے خواب غفلت کے مزے لوٹنے والوں کو بیدار کرنے کے لئے دی جاتی ہے اختتام کو پہنچا۔ اب آخری خطاب رئیس المناظرین کا تھا۔ آپ مائیک پر تشریف لاتے ہی فرمانے لگے۔

"اب تقریر کا ٹائم نہیں دعا کروں گا" چنانچہ دعا کا لالچ دے کر ایک گھنٹہ پر تاثیر خطاب فرمایا۔ آپ فرمانے لگے حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی جیل والوں کو لالچ دے کر کہ میری بات سن لیں میں آپ کا کھانا آنے سے قبل آپ کے خوابوں کی تعبیر بتادوں گا۔ توحید پر تقریر شروع کر دی۔

جب روپڑی صاحب نے تقریر ختم کی تو اس وقت اللہ اکبر اللہ اکبر کی صدائیں عوام الناس کو پیغام صبح دے رہی تھیں۔

اس وقت سے خطیب پاکستان اور روپڑی صاحب سے اتنی عقیدت ہوئی جسے محبت ومودت کی گرہ بندھ گئی ہے اس لئے علاقے بھر سے روپڑی صاحب کو کانفرنس کی دعوت دینے والے احباب میرے ساتھ رابطہ کرتے۔ **173/E.B** میں بھی سالانہ کانفرنس ہوتی اور روپڑی صاحب اس کی روح رواں ہوتے۔

قربانی کا جانور اور حُقہ کے بارے میں روپڑی صاحب کا برجستہ جواب

173/E.B کی سالانہ کانفرنس کے موقع پر روپڑی صاحب سے سوال وجواب کی نشست میں **375/E.B** سے آئے ہوئے قمر دین ڈوگر اور گوجرانوالہ سے آئے ہوئے ایک شخص (جس کا مجھے نام یاد نہیں) نے دو سوال کئے کہ (۱) "حقہ حلال ہے یا حرام' اگر ہر چلم کے ساتھ حقہ میں پانی ڈال کر صاف کر لیا جائے تب بھی حرام ہے؟ (۲) اگر بکرا گھر کا پلا ہوا ہو تو دوسرے سال میں داخل ہو جائے تو اس کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟

روپڑی فرمانے لگے "حقہ کو اگر سعودی عرب مکہ معظمہ لے جا کر آب زم زم ڈال کر پئیں تب بھی حرام ہے اور قربانی کا بکرا آدم علیہ السلام کے دور میں پیدا ہوا ہو' بہشت کا گھاس چر تا رہا ہو' جبرائیل چراتے رہے ہوں' ہزاروں سال عمر پائی ہو اگر دودانت والا نہ ہو تب بھی' قربانی نہیں لگ سکتا۔

دونوں سوال کرنے والے بریلوی تھے حضرت روپڑی صاحب کے مدلل جواب سے دونوں اہلحدیث ہو گئے۔ حقہ چھوڑ دیا اور بھرے اجتماع میں ماضی کے گزرے ہوئے لحات اور خدا سے غفلت میں بسر کئے ہوئے شب وروز یاد کر کے زاروقطار آنسو بہانے لگے۔

حضرت روپڑی صاحب نے انہی علمی وسادہ گفتگو' بے ساختہ طرز تکلم اور اخلاص بھری دل کی آواز سے ہزاروں لوگوں کو شرک و بدعت کی بھڑکتی ہوئی آگ سے بچاتے ہوئے توحید وسنت کی شاہراہ پر لگایا ایسی ہی دلی آوازوں کی عکاسی شاعر کا یہ شعر کرتا ہے۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

جماعت اسلامی کا سکوت اور روپڑیؒ کی حاضر جوابی

ذوالفقار علی بھٹو کے دورِ اقتدار میں جناب شیخ مختار صاحب سائیکل ورکس عارف والہ نے کہا ماسٹر محمد یحییٰ صاحب روپڑی صاحب کو عارف والہ بلا کر جلسہ کرواؤ اور تاکید کرو کہ نماز مغرب خود آکر پڑھائیں۔ وعدہ ہو گیا' وقت مقررہ آن پہنچا' نماز مغرب میں ابھی دس منٹ باقی تھے ہر شخص کی نگاہ راستے پر تھی۔ شیخ مختار افسردہ چہرے کے ساتھ کہنے لگا' ماسٹر صاحب سورج پردہ شب کی اوٹ میں جا رہا ہے مگر حافظ صاحب کی آمد نہیں ہوئی میں نے کہا شیخ صاحب روپڑی صاحب کا وعدہ میرے ساتھ ہوا ہے فکر کی ضرورت نہیں۔ مغرب کی آذان

میں پانچ منٹ باقی تھے کہ آپ مسجد میں تشریف لے آئے۔ اسی خوشی میں شیخ مختار نے میرے ساتھ گئے تمام ساتھیوں کی دعوت کی 'خطیب پاکستان اور سلطان المناظرین روپڑی صاحب کے ساتھ بٹھا کر ہمیں کھانا کھلایا۔ رات حافظ صاحب نے مدلل اور بصیرت افروز خطاب فرمایا کہ دنیا حیران رہ گئی۔ دوران تقریر فرمانے لگے:

"کنیز فاطمہ بھاشانی مولوی کے ساتھ ننگے منہ تقریریں کرتی تھی اور جب یہ لاہور آئی میں نے کنیز فاطمہ کو رقعہ لکھا کہ تو کنیز تو اس فاطمہ کی کہلاتی ہو جس نے اپنے خاوند حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا تھا میرا جنازہ رات کی تاریکی میں لے جانا تم آوارگی چھوڑ دو یا نام بدل دو۔"

چنانچہ عارف والا کی پیپلز پارٹی کے ارکان نے رقعہ لکھا کہ "آپ اور مودودی صاحب بھی تو مادر ملت فاطمہ جناح کے ساتھ پھرتے ہیں آپ بھی مولوی ہیں بھاشانی بھی مولوی' قرآن سے جواب دیں؟"

راقم الحروف بھائی عبدالرحیم خلیل اور مولانا عطاء اللہ طارق صاحب بھی اسٹیج پر تھے روپڑی صاحب نے قرآن منگوایا اور اعلان کیا کہ جماعت اسلامی والو اعتراض ہو گیا ہے جواب دو' ایک آدمی اٹھا کہنے لگا میں عارف والا جماعت اسلامی کا ناظم دفتر ہوں' روپڑی صاحب نے کہا اسٹیج پر آکر مودودی کی طرف سے جواب دو۔ جماعت اسلامی عارف والا کا ناظم دفتر کہنے لگا ہماری طرف سے بھی آپ ہی جواب دیں۔ روپڑی صاحب نے مسکراتے ہوئے فرمایا۔ پھر دیسی گھی کے لڈو لائیں اگر میرا جواب لڈوں کے معیار کا ہوا تو کھلا دینا بصورت دیگر واپس لے جانا۔ آپ نے قرآن مجید کی یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

والقواعد من النساء... الخ۔

جن عورتوں کو نکاح کی حاجت نہ رہے' بوڑھی ہو چکی ہوں پردہ کی پابندی ختم ہو جاتی ہے۔ ہم مادر ملت فاطمہ جناح کے ساتھ قرآنی اجازت کے ساتھ بیٹھا کرتے تھے۔ مگر کنیز فاطمہ نوجوان عورت ہے یہ بھاشانی کے ساتھ کس رخصت سے جاتی ہے اور کھلے عام بے پردہ عوام الناس کو خطاب کرتی ہے"

روپڑی صاحب کا یہ جواب سن کر گھروں میں بیٹھے لوگ جوق در جوق پنڈال میں آگئے تو روپڑی صاحب کو ایک گھنٹہ مزید تقریر کرنا پڑی۔

عارف والا تقریر کے بعد روپڑی صاحب اور مولانا عطاء اللہ طارق صاحب میرے ساتھ 173/E.B تشریف لائے۔ آرام کے لئے میں نے ان کو بستر لگا دئے اور خود بیدار رہا کہ کہیں صبح کا درس نہ رہ جائے۔ تقریباً ایک گھنٹہ بعد نظر آپ کے بستر پر پڑی بستر خالی تھا اور آپ نماز تہجد ادا کر رہے تھے۔ نماز فجر کے بعد آپ نے بصیرت افروز اور مدلل خطاب فرمایا جو اپنی مثال آپ تھا۔

خدا مسلمان ہے یا ہندو

ایک دفعہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان مناظرہ کی ٹھن گئی۔ حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ اور ہندو مناظر کے درمیان سوال وجواب کا سلسلہ جاری تھا کہ ہندو مناظر نے یہ سوال داغ دیا کہ اللہ ہندو ہے یا مسلمان؟

حضرت حافظ عبدالقادر روپڑی صاحب ابھی طالب علم تھے فوراً اسٹیج پر تشریف لائے اور عرض کی ابا جان اس اعتراض کا جواب مجھے دینے کی اجازت فرمائیں۔ اجازت ملنے پر روپڑی صاحب نے سورۃ بقرہ کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔ ان الله يامركم ان تذبحوا بقرة... الخ۔

فرمانے لگے "اگر خدا ہندو ہوتا تو کبھی گائے ذبح کرنے کا حکم نہ دیتا" تو اس جواب کے نتیجے میں ہندو مناظر کو شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا اور عبرتناک شکست ہوئی۔

اگر حضرت علیؓ مشکل کشا ہوتے تو کبھی شہید نہ ہوتے

لاہور جلسہ عام میں روپڑی صاحب نے ولولہ انگیز خطاب کے دوران فرمایا:

"مشکل کشا صرف اللہ کی ذات ہے حضرت علیؓ مشکل کشا نہیں" لوگوں نے عدالت میں دعویٰ کر دیا۔ روپڑی صاحب جج کے سامنے حاضر ہوئے عرض کی "اگر یہ جرم ہے تو اب بھی کرنے کو تیار ہوں" جج سے سوال کیا' بتاؤ علیؓ شہید ہوئے یا طبعی موت فوت ہوئے' جج کہنے لگا شہید ہوئے ہیں' روپڑی صاحب فرمانے لگے پھر آپ کا عقیدہ غلط ہے درست کر لو۔ اگر شہید ہوئے ہیں تو مشکل کشا کیسے؟

جج نے آپ کی دلیل سن کر باعزت بری کر دیا۔ کمرہ عدالت کے باہر پولیس گرفتاری کے لئے ہاتھ کڑیاں لئے تیار کھڑی تھی روپڑی صاحب فرمانے لگے میری تو ضمانت ہو گی مگر جب روز قیامت تمہارے وارنٹ

جاری ہوں گے تو خدا بھی ضمانت نہیں دے گا کیونکہ وارنٹ باذن اللہ ہی جاری ہوں گے۔

مسجد مبارک اہلحدیث وہاڑی میں مناظرہ اور روپڑی صاحب کی عظیم فتح

قاری عبداللطیف رحمہ اللہ کے دور میں میں جامع مسجد مبارک اہل حدیث وہاڑی میں ایک عظیم الشان کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ کانفرنس کے شروع میں اعلان کر دیا گیا کہ پہلا خطاب روپڑی صاحب کا ہو گا کیونکہ آپ نے ریل پر واپس جانا ہے بصورت دیگر ریل گزر جاتی ہے۔ پہلا خطاب روپڑی صاحب نے فرمایا مگر قاری عبداللطیف صاحب نے روپڑی کو پھر بھی جانے نہ دیا اور دفتر میں بیٹھے مسائل پر گفتگو کرتے رہے۔ تھوڑی دیر بعد وہاڑی شہر کے دو خطیب کتابوں کی گٹھری اٹھائے ہوئے جلسہ گاہ میں مناظرہ کے لئے آ دھمکے۔ صدر کانفرنس نے فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے دونوں حضرات کو اسٹیج پر بلا لیا اور مولانا سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ سے مناظرہ سورہ فاتحہ خلف الامام کے موضوع پر شروع ہو گیا۔ مناظرہ تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہا۔ دوسرا مولوی جذباتی انداز میں یوں گویا ہوا " اذا قال الامام غیر المغضوب علیھم ولا الضالین فقولوا امین" روپڑی صاحب اسٹیج پر بیٹھکیں نکالنے لگے کہ اب میرے ساتھ بات شروع ہونے لگی ہے۔ فریق مخالف نے پولیس کو خوش کرنے کے لئے کہا روپڑی صاحب فسادی آدمی ہیں پہلے انہوں نے راولپنڈی کی ہوا خراب کی اب وہاڑی کی فضا کو خراب کیا۔ اسی الجھاؤ میں فریق مخالف کا وقت ختم ہو گیا اور وہ کوئی دلیل نہ دے سکا۔

روپڑی صاحب نے اپنے پانچ منٹوں کے اندر راولپنڈی کے مولوی کا وہ رقعہ اور اشتہار دکھایا جس میں انہوں نے روپڑی صاحب کو فاتحہ خلف الامام پر چیلنج کیا تھا اور پھر دلائل کی بارش برسا دی۔ آخر میں فرمانے لگے ہوا خراب چیلنج کرنے والا کرتا ہے یا منظور کرنے والا؟ پھر فرمایا کانفرنس ہماری مسجد میں ہو رہی تھی یا آپ کی مسجد میں؟ انہوں نے اقرار کیا آپ کی مسجد میں۔ پھر پوچھا منظوری سے ہو رہی ہے یا بغیر منظوری کے؟ انہوں نے اقرار کیا منظوری سے۔ پھر پوچھا ہم آپ کی مسجد میں آئے یا تم ہماری مسجد میں؟ انہوں نے کہا ہم آپ کی مسجد میں آئے۔ روپڑی صاحب فرمانے لگے تو پھر ہوا خراب ہم نے کی یا تم نے؟ فریق مخالف نے ندامت شرمندگی سے گردنیں جھکا لیں۔ ان کی اس شکست فاش اور روپڑی صاحب کی عظیم فتح پر بے شمار لوگ اہلحدیث ہو گئے۔ اس کے بعد خطیب پاکستان مولانا محمد حسین شیخوپوری حفظہ اللہ نے اپنے مسحور کن انداز میں مدلل تبصرہ فرمایا۔ جو مناظرہ سے بھی کہیں بڑھ کر تھا۔ جس نے سینکڑوں لوگوں کی کایا پلٹ دی۔

قانون ساز اسمبلی توڑ دی جائے روپڑی صاحب کا حکومت پاکستان سے مطالبہ

تین روزہ آل پاکستان اہلحدیث کانفرنس کے موقع پر حضرت الامیر لکھویؒ صاحب نے گورنمنٹ پاکستان سے مطالبہ کیا کہ " قانون ساز اسمبلی میں ہمیں نامزدگی کم دی گئی ہے زیادہ کرو" اسی اثناء میں ویڈیو بنانے والے اور فوٹو گرافر اسٹیج پر آ گئے تو روپڑی صاحب ناراض ہو کر اسٹیج سے اتر گئے۔ حافظ محمد ابراہیم کمیر پوریؒ سٹیج سیکرٹری تھے جو منت سماجت کر کے حضرت حافظ صاحب کو دوبارہ اسٹیج پر لائے، فوٹو گرافروں اور ویڈیو والوں کو منع کیا۔ روپڑی صاحب سلفی عقیدہ کے حامل عالم ہیں ان کا احترام کریں اب فوٹو نہ بنائیں اور اسٹیج سے نیچے اتر جائیں اسٹیج سیکرٹری حضرت حافظ محمد ابراہیم کمیر پوری نے آپ کی تقریر کا اعلان فرمایا تو اس وقت مولانا معین الدین لکھوی، میاں فضل حق، حافظ محمد ابراہیم کمیر پوری اور علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ اسٹیج پر موجود تھے۔ روپڑی صاحب فرمانے لگے "حافظ کمیر پوری صاحب روپڑی کا احترام کرنے کی بجائے مدینے والے کا احترام کریں" پھر سپاس نامے پر تنقید کرتے ہوئے فرمایا جناب لکھوی صاحبؒ قانون ساز اسمبلی میں نمائندگی زیادہ طلب کرنے کی بجائے میرا گورنمنٹ سے مطالبہ ہے کہ قانون ساز اسمبلی توڑ دی جائے کیونکہ قانون تو اللہ تعالیٰ نے بنا کر بھیجا ہے نبیؐ بھی نہیں بنا سکتے جو کام نبیؐ نہیں کر سکتے اسمبلی کیسے کر سکتی ہے لہٰذا اسے توڑ دو۔"

روپڑی صاحب نے اسی طرح بھی پوری زندگی اپنے اور پیرائے کی تمیز ختم کرتے ہوئے حق کے اعلان میں کبھی کسی کی پروا نہیں کی۔ حالات وواقعات کبھی آپ کے قدموں کی رکاوٹ نہ بن سکے۔ آپ نے جرات و بہادری شجاعت و دلیری اور جوانمردی کے ساتھ توحید و سنت کا پرچار کیا ہے۔

خاندان روپڑ کی انہیں حق گوئی و بے باکی کی وجہ سے پروفیسر حافظ محمد عبداللہ

بہاولپوری فرمایا کرتے تھے کہ ''تقریریں جن کی مرضی سنو مگر مسئلہ کی ضرورت ہو تو روپڑیوں سے پوچھو'لوہے کی لٹھ بتائیں گے۔''

حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑی کا انتقال اور ہماری سالانہ کانفرنس

حضرت حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑی کی وفات کا تیسرا دن تھا کہ ہماری کانفرنس شروع ہوگئی اور روپڑی صاحب اس کی روح رواں ہوا کرتے تھے سب پریشان تھے کہ اس کانفرنس میں روپڑی صاحب شریک نہیں ہوسکیں گے۔ مگر ہمارے ساتھ اتنی محبت وپیار تھا کہ اس عظیم سانحہ اور علم وعمل کے پہاڑ کے ہاتھوں سے نکل جانے کے عظیم صدمے کے باعث بھی (جو صرف آپ پر ہی نہیں بلکہ پوری جماعت پر تھا) نہ ہم کو بھولے اور نہ ہماری کانفرنس کو چھوڑا سفر کرکے پیدل اڈار سول پور سے ہمارے گاؤں تشریف لائے۔ نماز فجر خود پڑھائی اور بصیرت افروز درس ارشاد فرمایا۔

حافظ عبداللہ محدث روپڑی کی وفات

پر جب راقم حضرت حافظ عبدالقادر روپڑی کے پاس تعزیت کیلئے پہنچا تو غم کے آنسو رو دیے اور فرمانے لگے ماسٹر محمد یحییٰ لوگ زمین کھود کر خزانہ نکالتے ہیں مگر میں علم کا خزانہ اپنے ہاتھ سے زمین میں دفن کر آیا ہوں اور ساتھ ساتھ آنکھوں سے آنسو ساون جھڑی کی طرح بہہ رہے تھے جو تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔

امام سب کو مانتا ہوں مگر امام اعظم صرف محمد رسول اللہ ﷺ کو

روپڑی صاحب کو ایک مرتبہ سعودی حکومت نے حجاج کرام کو حج کا طریقہ بتانے کے لئے سعودیہ بلایا تو کسی شرپسند نے امام مسجد نبوی کو بتایا کہ آپ انہیں اتنی اہمیت دیتے ہیں مگر یہ تو اماموں کے منکر ہیں۔ روپڑی صاحب پہلی صف میں امام مسجد نبوی کے پیچھے نماز ادا کر رہے تھے۔ نماز سے فراغت کے بعد امام صاحب نے موصوف کی جواب طلبی کرلی فرمانے لگے سنا ہے آپ اماموں کے منکر ہیں؟ روپڑی صاحب فرمانے لگے آپ کو کسی نے غلط خبر دی ہے میں اماموں کا منکر نہیں میں تو آپ کو اور امام کعبہ کو بھی امام مانتا ہوں مگر لوگ مجھے کہتے ہیں کہ امام اعظم 'ابو حنیفہ رحمۃ اللہ ہیں اور میں کہتا ہوں (روضہ رسولؐ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) کہ امام اعظم یہ ہیں' میں امام سب کو مانتا ہوں۔ اس جواب سے امام مسجد نبویؐ بڑے خوش ہوئے 'اعتراض کرنے والے کو شرارتی سمجھا اور روپڑی صاحب کو الوداع کہنے کے لئے مسجد نبویؐ کے بیرون گیٹ تک تشریف لائے۔ جبکہ اس اعزاز سے بادشاہ بھی محروم رہے ہیں۔

آپ کی وفات کی خبر اور میری کیفیت

7دسمبر 1999ء بروز منگل نماز فجر کے بعد غلام مرتضیٰ بن حاجی محمد عالم نے جب آپ کی وفات کی خبر سنائی تو پاؤں سے زمین نکل گئی۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ آپ کے ساتھ گزرے ہوئے لمحات اور بسر کئے ہوئے شب وروز نگاہوں میں گھومنے لگے۔ آپ کی اس خبر سے اتنا صدمہ ہوا کہ اپنے کسی عزیز کی وفات پر بھی نہیں ہوا اور قلب حزیں پر جو گزری اس کی تصویر نبوی قلم صفحہ قرطاس پر مرتسم نہیں کی جاسکتی۔ میں فوراً لاہور روانہ ہوا۔ اڈا کوارٹر سے خبریں اخبار خریدا جس میں لکھا تھا۔ روپڑی صاحب کا جنازہ چوک دالگراں میں ہوگا۔ چوبرجی اتر کر رکشہ لیا'مسجد پہنچے تو پتا چلا جنازہ **19/C** ماڈل ٹاؤن سے اٹھایا جائیگا اور آپ کو گارڈن ٹاؤن میں دفن کیا جائے گا رکشہ ڈرائیور کو منہ مانگے دام دیئے اور گارڈن ٹاؤن چل دیئے۔ مگر افسوس اسی بھاگ دوڑ میں وقت ضائع ہوگیا جب ہم قبرستان پہنچے تو اس علم وعمل کے پہاڑ کو لحد میں لٹا دیا گیا تھا اور ہر عقیدت مند اپنے ہاتھوں مٹی ڈال کر آخری سعادت حاصل کر چکا تھا اور اب ہاتھ اٹھائے۔ آنسوؤں کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے ہچکیوں کے ساتھ دعا مغفرت جاری تھی۔

پہلے جنازے سے محروم میرے ساتھ میرے جیسے اور بھی تھے جو جنازہ ہی نہیں بلکہ زیارت سے بھی محروم رہے۔ اب ان عقیدت مندوں نے دوبارہ قبر پر نماز جنازہ پڑی اور اس کی امامت کا اعزاز بھی راقم الحروف کو ہی نصیب ہوا تو اس وقت آپ کی قبر مبارک اور آخری آرام گاہ سے خوشبو آرہی تھی۔

اللھم اغفرلہ و ارحمہ وادخلہ الجنۃ الفردوس۔ یا رب العالمین۔ آمین

فرمان نبوی ﷺ

اگر مجھے اپنی امت کو مشقت وتکلیف میں مبتلا کرنے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ہر وضوء کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دے دیتا۔ (سنن نسائی'مسند احمد)